سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸/۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ - لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے ایپرسن روڈ - لاہور } مینجر

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۵۰

غزل

از قلم ایچ۔ کے۔ ہربرٹ۔ مہجور۔

حق وراہ و زندگی عالم کا نور تو ہے — اس دہر بے بقا میں حق کا ظہور تو ہے
تیرے سوا بتائیں کس کو ہم اپنا رہبر — سارا جہاں ہے قاصر بس بے قصور تو ہے
تو چھوڑ کر فلک کو آیا ہماری خاطر — جس نے مٹائیں خوں سے اپنے شرور تو ہے
ہم نے تمام عالم چھانا ملا نہ کوئی — حاصل ہوا ہے جس سے دل کو سرور تو ہے
جس دل میں آ گیا تو مسرور ہو گیا وہ — بیت الحزن ہے وہ دل جس دل سے دور تو ہے
یوں تو ہزاروں واعظ ناصح ہوئے جہاں میں — دل سے نکالا جس نے میرے غرور تو ہے
کہنے کی کیا ضرورت سب کو خبر ہے اسکی — چھوٹے ہیں جسکی خاطر غلمان و حور تو ہے
اعجاز کا مسیحا تیرے جہاں ہے شاہد — کھولی ہیں جس نے تم سے لاکھوں قبور تو ہے
ہم کیا کرینگے پی کر جام طہور پیارے — جسکے نشہ میں ہر دم رہتے ہیں چور تو ہے
موسیٰ کو لن ترانی کہہ کر ہٹایا تو نے — شعلہ شجر نے جس کے پھونکا تھا طور تو ہے
آئے تھے انبیاء سب دینے کو یہ شہادت — منجی جہاں کا تو ہے عالم کا نور تو ہے
تو ہی بنیگا داور محشر میں اے مسیحا — سارا جہاں گریگا جس کے حضور تو ہے

مہجور تیرا خادم در پر ترے پڑا ہے
اسکو بھی بخش دینا سب کا غفور تو ہے

غزل

جناب شفا کے قلم سے

جن کے شیدا ہزار پھرتے ہیں — ہم بھی اُن پہ نثار پھرتے ہیں
حسن اقدس کے آپ کے شاہا — سینکڑوں دلفگار پھرتے ہیں
اے خبر حسن یاد میں تیری — دلکو تھامے ہزار پھرتے ہیں
روز غیروں کو ہوتا ہے دیدار — ہائے ہم بے قرار پھرتے ہیں
شک نہیں ہمیں باعث عصیاں — آج ہم شرمسار پھرتے ہیں
اہل دنیا کو عشق حاصل ہے — تیرے شیدائی خوار پھرتے ہیں

تم ہی تنہا نہیں شفا عاشق
تم سے لاکھوں ہزار پھرتے ہیں

غزل

برائے خورداں

جناب رسا کے قلم سے

مسیحا کے دل میں ہے الفت ہماری — جو مارے گئے ہیں بدولت ہماری
نہ چھوٹینگے دامن مسیحا کا یارو — کہ بس اس سے باقی ہے عزت ہماری
الٰہی مسیحا سے ہم کو ملا دے — یہی ایک باقی ہے حسرت ہماری
مسیحا سے دل کی لگن لگ گئی ہے — رجوع اس پہ ہے یہ طبیعت ہماری
ہمیں یاد جیسے کی اک گنج زر ہے — یہی آخرت کی ہے دولت ہماری

رسا ہم محبت میں مرتے ہیں جن کی
وہی خود کرینگے شفاعت ہماری

کراچی کے میسرز ایڈلجی ونشا نے جو ½ ۴ لاکھ روپیہ کا اس غرض سے ٹرسٹ قائم کیا تھا کہ کراچی اور پونا کے پارسی طلبا کو ثانوی اور اعلیٰ صنعتی تعلیم کے لئے وظائف دیئے جائیں۔ بمبئی یونیورسٹی کی سینیٹ نے اُسے منظور کر لیا۔ اگرچہ بعض ممبران نے اس بنا پر اعتراض کیا تھا کہ یہ وظائف فرقہ وارانہ نوعیت رکھتے ہیں۔

(اخبار عام)



قصور میں مسیحی بشارتی جلسے

نمبر سوم

(۶) پہلے کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھو اور اپنے دشمن سے عداوت لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔ کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لئے کیا اجر ہے متی ۵: ۴۳ و ۴۴ و ۴۶۔

(۷) ظاہری راستبازی کا کچھ اجر نہیں۔ خبردار اپنی راستبازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں ہے متی ۶: ۱

(۸) تمہاری خیرات پوشیدہ ہو۔ پس جب تو خیرات کرے تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجا۔ جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کی بڑائی کریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو خیرات کرے تو جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلا دیگا متی ۶: ۲-۴۔

(۹) دعا ریاکاروں کی طرح نہ ہو جب تم دعا مانگو تو ریاکاروں کی مانند نہ ہو کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنی پسند کرتے ہیں تاکہ لوگ اُنہیں دیکھیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دیگا اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سنی جائیگی۔ پس اُن کی مانند نہ بنو۔ کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو۔ متی ۶: ۵-۸۔

(۱۰) دعا کا دستور یہ بتایا گیا ہے کہ اگر تو قربانگاہ پر اپنی نذر گذرانتا ہو۔ اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہیں قربانگاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر۔ تب آ کر اپنی نذر گذران متی ۵: ۲۳ و ۲۴ متکبرانہ دعا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ دیکھو محصول لینے والے اور فریسی کی دعا کا نمونہ۔

(۱۱) کسی خاص وقت ہی میں دعا نہ کی جائے۔ بلکہ حکم ہے کہ دعا مانگنے میں مشغول اور شکر گذاری کے ساتھ اس میں بیدار رہو اور ہر وقت دعا مانگو کلسی ۴: ۲ افسی ۶: ۱۸ +

(۱۲) روزہ کی بابت حکم دیا گیا کہ جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ اُنہیں روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلا دیگا متی ۶: ۱۶ تا ۱۸۔ روزہ کی بابت کہیں حکم نہیں دیا گیا کہ صرف فلاں مہینے میں ہی رکھو۔ بلکہ حکم ہے کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو تو اُس سے پچھتانے کے لئے روزہ رکھو یا کسی خاص برکت کے حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھو اور جب ضرورت ہو روزہ رکھو کسی خاص وقت یا مہینہ کی قید نہیں ہے۔

(۱۳) خدا پر کامل بھروسہ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کا فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائینگے؟ یا کیا پئینگے؟ اور نہ اپنے بدن کا کہ کیا پہنینگے؟ کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں۔ تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے؟ تم میں کون ایسا ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے؟ اور پوشاک کے لئے کیوں فکر کرتے ہو؟ جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں۔ تو بھی میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند پوشاک پہنے ہوئے نہ تھا پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جائیگی۔ ایسی پوشاک پہناتا ہے تو اے کم اعتقادو تم کو کیوں نہ پہنائیگا؟ اس لئے فکرمند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائینگے؟ یا کیا پئینگے؟ یا کیا پہنینگے؟ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں۔ اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ بلکہ تم پہلے اُس کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تمہیں مل جائینگی۔ پس کل کے لئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کر لیگا متی ۶: ۲۵-۳۴۔

(۱۴) سب سے برادرانہ برتاؤ کرو۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ سلوک کریں وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے متی ۷: ۱۲۔

(۱) مسیحیوں سے۔ آپس کی محبت کے سوا کسی چیز میں کسی کے قرضدار نہ ہو۔ کیونکہ جو دوسرے سے محبت رکھتا ہے۔ اس نے شریعت پر پورا عمل کیا۔ رومیوں ۱۳: ۱۸- اُس وقت بادشاہ (مسیح) اپنی دہنی طرف والوں سے یہ کہیگا کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو۔ جو بادشاہت بنای عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اُس سے کہینگے۔ اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا۔ یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا۔ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اُتارا۔ یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا۔ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں ان سے کہیگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ چونکہ تم نے میرے ان سب چھوٹے بھائیوں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا۔ اس لئے میرے ہی ساتھ کیا۔ متی ۲۵: ۳۴ تا ۴۰ (دیکھو صفحہ



نور افشان

مطبوعہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء

مرحوم و مغفور پادری احمد شاہ صاحب گیلانی کا آلہی وصال

نور افشان کی اشاعت قریبہ میں ہم نے آنجناب کی بیماری کی خبر شائع کی تھی۔ ہنوز خبر مذکور کی کتابت ہی تمام ہوئی تھی کہ مسٹر ٹی بلیٹی شاہ صاحب گیلانی سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی کہ پادری صاحب سخت بیمار ہیں۔ خبر پاتے ہی ہم ٹی بلیٹی شاہ گیلانی کے ہمراہ لاہور سے کلکتہ میل پر سوار ہو کر رات کے ساڑھے آٹھ بجے کے قریب جگراؤں پہنچے اور ہم نے اپنے بزرگ کو حالت نزع میں پایا۔ پادری صاحب کے چھ بیٹوں اور تین بیٹیوں کو چند دیگر عزیزوں سمیت کرمہ و محترمہ والدہ ماجدہ کے ساتھ نجیدہ اور افسردہ خاطر پادری صاحب کے پلنگ کے چوگرد موجود پایا اور اُن سب کی آنکھیں آپ کے چہرہ مبارک پر لگی تھیں اور اپنے بزرگ کی زندگی کے آخری دم شمار کر رہے تھے ہم بھی اُن کے رنج و غم میں شریک ہو بیٹھے۔ مگر یہ رنج و غم بھی عجیب ترین تھا جس میں اعلیٰ درجہ کی روحانی خوشی اور سرور کی آمیزش تھی تھوڑی دیر کے بعد راقم الحروف سے دعا کرنے کو کہا گیا سبھوں نے اطمینان قلبی سے دعا میں شرکت کی۔ دُعا کرنے کے بعد پھر ہم اپنے مقدس باپ کے چہرے کو تکنے لگے۔ ساڑھے نو بجے پھر ہم نے دعا کرنا شروع کی۔ دعا کے دوران میں ہی ہمارے پیارے باپ ابدی آرام میں داخل ہو گئے۔ اس وقت ۹ بجکر ۵۰ منٹ گذر رہے تھے۔

گو تمام خاندان کے لئے اس وقت رونا ایک قدرتی بات تھی۔ گو سب کی آنکھوں سے آنسو تو نکلتے تھے۔ مگر آواز پیدا نہ ہوتی تھی عجیب طرح کے ضبط و صبر کا نظارہ تھا۔ مگر ہنوز اُسے دیکھنے والے بہت کم تھے۔

آپ کے الہی وصال کے بعد کئی کام خاندان کے روبرو آ گئے۔ سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ کا دفن کہاں ہو؟ پہلے یہ بات قرار پا گئی تھی کہ آپ کو لودھیانہ میں آپ کے مسیحی دوستوں کے درمیان ہی دفن کیا جائے۔ لیکن دو تین گھنٹے کے بعد والدہ ماجدہ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ بچو! تمہارے والد کے جان پہچان اور واقفکار اور دوست تو جگراؤں اور جگراؤں کے علاقہ میں ہیں اگر تم اپنے والد کو لودھیانہ لے گئے تو اول تو لودھیانہ میں آنکو جاننے والے لوگ ہی کتنے ہیں۔ دوم۔ اگر تم اپنے والد ماجد کو لودھیانہ لے جاؤ گے تو پادری صاحب کے جگراؤں کے دوستوں کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچیگا۔ بہتر ہے کہ ان کو جگراؤں میں ہی دفن کیا جائے۔ یہ بات سب نے مان لی اور لودھیانہ لے جانے کا خیال ترک کر دیا گیا۔ اس کے بعد عزیز و اقارب کو آپ کی وفات کی اطلاع دینا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ پوسٹ آفس بند تھا۔ تو بھی لاہور اور لودھیانہ کے دوستوں کو تار دیا گیا۔ جو زیادہ دور تھے ان کو خبر دینا مشکل تھی۔ کیونکہ وہ جنازے کے وقت تک کسی صورت سے پہنچ نہ سکتے تھے اس کے بعد کفن کا صندوق اور قبر تیار کرنے کا کام تھا۔ دونوں کاموں کا انتظام رات ہی رات کیا گیا۔ آخری کام تجہیز و تکفین کی مراسم کو انجام دینے کا تھا۔ یہ راقم الحروف کے سپرد کیا گیا۔ اس کے بعد غسل میت کا انتظام کیا گیا۔ وفات کے قریباً چار گھنٹے بعد آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنا کر ایک پلنگ پر لٹا دیا گیا۔ خوشبو نعش مقدس پر چھڑک دی گئی اور پلنگ کو اس بڑے کمرے میں سجا کر رکھدیا گیا جس میں آپ نے وفات پائی تھی۔ تمام خاندان کے بچوں کو سلا دیا گیا اور ہم صبح کی انتظاری میں نعش مقدس کے پاس بیٹھے رہے۔

ہمیں اس بات کا مطلق علم نہیں کہ جگراؤں شہر میں اور اس کے محلوں میں بزرگ پادری صاحب کی وفات کی خبر کیسے پہنچی۔ ہم احباب کے چشم دید شاہد ہو کر لکھتے ہیں کہ آفتاب عالمتاب کی **کرنوں کے** زمین پر رونما ہونے کے ساتھ ہی جگراؤں کے عورت و مرد کے۔ بڑے اور جوانوں کے۔ لڑکے اور لڑکیوں کے۔ امیر و غریب کے۔ ہندو اور مسلمانوں کے گروہوں کے گروہ آنے ایسے شروع ہوئے کہ جب تک جمعرات کی شام کے چار بجے آپ کا جنازہ نہیں اُٹھایا گیا تب تک اُن کا آنا بند نہ ہوا۔ صبح کے سات بجے سے لیکر شام کے چار بجے تک ۔ ۔ ۔ نفوس کی اوسط ۔ ۔ ۔ فی منٹ حاضری تھی۔

آپ کی زیارت کرنے والے ایک منٹ کے عرصہ میں جو زیارت کے لئے انہیں دیا جاتا تھا اپنی خوش اعتقادی کا اظہار عجیب و غریب طور سے کرتے تھے۔ ہر ایک گروہ کے مرد و عورت ہاتھ جوڑ کر اور جھک کر آپ کو سلام کرتے تھے۔ بعض ماتھا ٹیکتے تھے۔ بعض آپ پر کپڑے ڈالتے تھے۔ بعض روپیہ نعش مقدس پر پھینکتے تھے۔ جو واپس کر دیئے جاتے تھے۔ اکثر بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے تھے جنکو تسلی دی جاتی تھی۔

علاوہ ازیں آپ کی زیارت کرنے والے قلیل وقت میں اپنے اپنے خیالات خوش اعتقادی کا اظہار ذیل کے جملوں میں کرتے تھے۔

آپ تو دیوتا تھے۔ ایشور کے سچے بھگت تھے۔ مہاتما رشی تھے۔ سب سے نیکی کرتے تھے۔ آپ تو نیکی کمانے آئے تھے۔ آپ نے نیکی کمائی۔ آپ ایشور روپ تھے۔ بیکنٹھ آپ جیسوں کے لئے ہے۔ آپ یہاں بھی سرگ میں تھے اور اب بھی سرگ میں ہیں جگراؤں میں آپ جیسا کوئی نہیں تھا۔ ہندو ہندوؤں کے اور مسلمان مسلمانوں کے۔ لیکن آپ سب کے سانجھے تھے۔ ڈاکٹر اور حکیم امیروں کے ہیں لیکن آپ امیر و غریب دونوں کے تھے۔ رام رام آپ تو سو رہے ہیں۔ چہرے پر نور برس رہا ہے۔ آپ تو ولی تھے۔ ولی اللہ تھے۔ آپ چلے گئے ہیں اور ہم آپ کے پاس آنیوالے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کوئی ایسا تعریفی و توصیفی جملہ نہ تھا جسکا زائرین کو علم ہو اور انہوں نے پادری صاحب کی شان میں

استعمال کیا ہو۔

پادری صاحب کے تمام عزیز حیرت و استعجاب کے ساتھ یہ تمام حالات آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے رہے۔ مگر رنج میں مبتلا ہونے کے باعث وہ اس غیر معمولی نظارے کی قدر و قیمت لگانے سے معذور تھے۔ لیکن ہمیں اس بات کا پختہ یقین ہے کہ ہمارے واجب التعظیم بزرگ کی تمام اولاد آپ کی زندگی کی تاثیر کے اس شاندار نظارے کو نہ صرف عمر بھر یاد رکھیگی بلکہ اس سے زندگی جینے کے معنے نہایت صفائی سے سمجھیگی۔

پادری صاحب کے دیدار کے شائقین کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ایک بجے کے قریب لودھیانہ کے مشنری صاحبان اور یورنگ ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر اور کلیسیا کے پاسٹر صاحبان اور دیگر رشتہ دار اور دوست اور لاہور سے پروفیسر ایم۔ اسمٰعیل صاحب اپنے تین بچوں کے ساتھ بھی پہنچ گئے ؛ جگراؤں مشن کا تمام عملہ اور لڑکیاں اور پادری شمعون خزان سنگھ اور دیگر مسیحی ڈاکٹر آرسبن اور پادری ایف۔ بے نیوٹن صاحبان بھی تشریف لے آئے۔ اس کے سوا جگراؤں کے سرکاری مدرسہ کے مدرسین اور لڑکے بھی کوٹھی کے صحن میں جمع ہو گئے۔ جگراؤں کے رئیس سیدوں کے خاندان کے چند ممبران بھی تشریف لے آئے غرضیکہ نماز جنازہ پر حاضرین کا اس قدر ہجوم تھا کہ ہمارے لئے کھڑا ہونا دشوار تھا۔

قبرستان کی نماز جنازہ کا حصہ ڈاکٹر فائلٹ اور ڈاکٹر آرسبن صاحبان کے سپرد کر دیا گیا۔ گھر پر نماز جنازہ راقم الحروف اور لودھیانہ کلیسیا کے پاسٹر صاحب نے کرائی۔ پاسٹر صاحب نے ۱۲۱ مہم گیت گوایا۔ بعد ہ ۹۰ زبور پڑھا بعد دعا کی۔ دعا کے بعد راقم الحروف نے "زندگی اور جینا" کے بسبب مضمون سے چند باتیں سامعین کے گوش گذار کیں۔ اور کہا معزز حاضرین زندگی اور جینا ایک ہی بات نہیں ہے زندہ ہم سب ہیں لیکن جینا سب نہیں جانتے ہیں۔ مسیحیوں میں ہر درجہ اور لیاقت کے مسیحی پائے جاتے ہیں لیکن ہندو مسلمانوں کو اُن کے جینے سے ہرگز تسلی نہیں ملی۔ یہاں ایک مسیحی بزرگ ہیں جو صرف زندہ رہنا ہی نہیں جانتے تھے بلکہ جینا بھی جانتے تھے گہرے پانیوں میں شور و شغب نہیں ہوتا ایسے ہی پادری صاحب نہایت خاموشی اور سکون قلبی کے ساتھ ہمارے درمیان جیتے رہے انہوں نے ہرگز شور و شغب نہ کیا۔ نہ بڑے بڑے لیکچر اور خطبے لوگوں کو سنائے وہ چپ چاپ اپنا کام کرتے رہے وہ ہندوؤں کے لئے ہندو تھے۔ وہ مسلمانوں کے لئے مسلمان تھے۔ وہ سکھوں کے لئے سکھ تھے۔ وہ سب کے لئے سب کچھ تھے۔ مگر پھر بھی وہ مسیحی تھے۔ کون ان کے مسیحی ہونے کا انکار کر سکتا ہے؟ آج ان کی زندگی جینے کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اُن سے زندگی جینے کا سبق لیتے جاؤ۔ اس کے بعد دعا کی گئی اور جنازے کا صندوق آپ کے چھ بیٹوں اور دامادوں اور دیگر رشتہ دار جوانوں نے اپنے کاندھوں پر اُٹھا لیا مگر خلق اللہ سے گھر سے قبرستان تک راستہ اٹا ہوا تھا۔

یہ تو لوگ کہتے تھے کہ ہم نے پادری احمد شاہ جیسا نیک سیرت اور فرشتہ خصلت انسان کبھی نہ دیکھا تھا۔ مگر یہ بات ہم اپنی طرف سے لکھتے ہیں کہ جیسا جلوس جنازہ اہل شہر نے پادری صاحب کا دیکھا ایسا جلوس بھی انہوں نے کسی انسان کا نہ دیکھا تھا بانس کی سیڑھی جو کہ نعش مقدس کو اُٹھانے کی غرض سے خاص طور سے بنائی گئی تھی۔ اس پر پکھر کو مضبوطی سے اوپر رکھ کر باندھا گیا تھا۔ نعش مقدس کا بکس سیاہ کپڑے کی جگہ سفید کپڑے میں ملبوس کیا گیا تھا جس کے اوپر پھول سجائے گئے تھے۔ یہ سیڑھی نعش برداروں کے کاندھوں پر دھری تھی۔ جبکہ پادری صاحب کے بیٹے اور دیگر احباب ایک ہی قد و قامت کے ننگے سر اُٹھائے ہوئے چلتے تھے۔ راقم الحروف اور پادری صاحب کا بڑا بیٹا جنازہ برداروں کی راہنمائی اور رفتار کا اندازہ رکھنے کے لئے آگے آگے چلتے تھے جنازے کے جلوس کا راستہ شہر کے عین درمیان سے اختیار کیا گیا تھا یہ وہ راستہ تھا جسے مرحوم و مغفور نے خدا کی خدمت میں ۴۸ سال تک روندا تھا۔ منشنری اور لیڈیز اور تمام لڑکیاں موٹروں اور ٹانگوں پر دوسرے راستہ سے قبرستان کو چلی گئیں۔ مگر جنازہ شہر میں سے جا رہا تھا۔ تمام شہر کی آبادی اسی راستہ کے دونوں طرف دکانوں اور مکانوں کے نیچے اوپر اور اسی راستہ کے چوکوں میں اس کثرت سے جمع تھی کہ ہمارے لئے قدم اُٹھانے دشوار تھے۔ قریباً چار بجے شام سے چلکر سورج غروب کے بعد جنازہ قبرستان پہنچا جہاں آدمیوں کا کثیر گروہ جمع تھا۔

یہاں پر ایک اور بات بھی یاد آ گئی اور وہ یہ تھی کہ جب جنازہ کا جلوس شہر سے باہر نکلا تو نیکے آگے پیچھے دہنے بائیں بے شمار لوگوں کا ہجوم تھا۔ اسکی تصاویر مرحوم و مغفور کے بڑے نواسے پرویز نے لی ہیں۔ یہ تصاویر خاندان کے ہر ایک شریک کو وہ شاندار نظارہ جو رنج و خوشی کا مخلوط نقشہ تھا ہمیشہ دکھاتی رہینگی۔

قبر کی تیاری میں کچھ دیر تھی لودھیانہ کے دوستوں نے واپس جانا تھا۔ لہذا ڈاکٹر فائلٹ اور ڈاکٹر آرسبن صاحبان نے واپس جانے والے دوستوں کی خاطر جنازہ نعش مقدس کو قبر سے باہر رکھ کر ہی پڑھا۔ اسکے بعد لودھیانہ اور جگراؤں کے ہندو مسلم دوستوں کو روانہ کر دیا گیا۔ انکی روانگی کے بعد جگراؤں کے جملہ مسیحیوں کی حاضری میں دفن کرنیکی رسم راقم الحروف نے ادا کی۔ اس تمام کیفیت سے خدا کے وفادار خادم کی نیک و پاک زندگی کے اثر کا نتیجہ روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے ہماری دلی دعا ہے کہ خدا اس نیک و پاک اثر کو زیادہ کرے۔ اور مرحوم و مغفور پادری صاحب کے عزیز و اقربا کو دلی تسلی اور اطمینان عطا فرمائے

مرحوم و مغفور پادری صاحب کے وصال آہی کے ذکر کے ساتھ مقدسہ و محترمہ والدہ ماجدہ مسز احمد شاہ صاحبہ کا اس قدر ذکر کرنا ضروری ہے کہ جو کچھ ہم نے پادری صاحب کی زندگی کی تاثیر کی مختصر سی جھلک آپکی وفات و جنازے پر دکھائی اس میں آپکی مقدسہ زندگی کی تاثیر کا بہت بڑا حصہ شامل ہے گو قدرتاً آپکو اپنے واجب العزت شوہر کی جدائی کا سب سے زیادہ رنج ہے اور رہیگا۔ لیکن آپکو تسلی اور دلاسہ دینے والوں کا شمار نہ تھا۔ جو لوگ پادری صاحب کا آخری دیدار کرنے آئے تھے وہ دراصل آپ کے ہی بخیدہ دل کو تسلی دینے آئے

اور یہ وہی لوگ تھے جنکے دلوں میں آپ کے آنسوؤں کی قدر و قیمت لعلوں سے بھی زیادہ تھی۔ آپ کی مسیحی زندگی اور ہمدردی عامہ کی وہ سب کچھ ایک مثال تھی جو خلق اللہ نے ۵ ۲ نومبر ۱۹۲۶ء کے روز دیکھی تھی اور دکھائی تھی۔ ہم چشم دید واقعات کی بناپر کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے سچ سچ آپکا رنج و غم خوشی میں تبدیل کر دکھایا۔ آپ ایک مبارک ہستی ہیں جو جگراؤں میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔

آخر میں ہم ان سب دوستوں کے دل سے شکرگذار ہیں۔ جنہوں نے شاہ صاحب اور اُن کے خاندان سے کمال ہمدردی اور محبت کا اظہار فرما کر اسے تسلی بخشی خصوصاً ہم ڈاکٹر چمن سنگھ کا۔۔۔ جنہوں نے ہمارے بزرگ کا علاج معالجہ کیا اور دیگر دوستوں کا جو انکی بیماری میں امداد فرماتے رہے اور جگراؤں کے ہندو مسلم رؤسا کا اور دیگر تمام دوستوں کا اور حکام تحصیل کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو ہمارے بزرگ کی ہر طرح سے عزت افزائی کرتے رہے ہیں۔ بیشک ہمارے بزرگ پادری صاحب اور اُن کی بیوی صاحبہ فرشتہ صورت اور نیک سیرت ہونے میں اپنی آپ ہی مثال تھے۔ مگر یہ اہل جگراؤں ہی تھے جنہوں نے اُن کو ایسا جانا اور پہچانا جیسا کہ جاننے اور پہچاننے کا حق تھا۔ محبت یک طرفہ نہیں بلکہ دو طرفہ ہوتی ہے یہ اہل جگراؤں ہی تھے جنہوں نے پادری صاحب اور اُن کے خاندان سے ۴۰ برس تک اپنی محبت و خوش اعتقادی کے تعلقات قائم رکھے اس وقت سے آگے کو بہت زیادہ مضبوط اور پائدار ہو جائینگے۔ کیونکہ ہمارے بزرگ صاحب کی نعش مقدس کا جگراؤں میں رکھا جانا اہل جگراؤں کے جذبات کے احترام کا دائمی ثبوت ہے۔ آخر میں ہم صدق دل سے اہل جگراؤں کے لئے خدا کی برکت چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ جگراؤں کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں اور عیسائیوں پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش نازل کرتا رہے۔ آمین۔

عام اندازہ یہ ہے کہ زمین پر مجموعی حیثیت سے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ٹن پانی فی سیکنڈ کے حساب سے برستا ہے۔ (زرخیزہ ارجنٹہ وار)

ہمارا موجودہ طرزِ عمل اور شدھی

عنوان مافوق کی ذیل میں قابلِ قدر خیالات و جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جنہیں ذمہ دار مسیحی بزرگوں کی آگاہی کے لئے درج اخبار کیا جاتا ہے ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے مسیحی بزرگ اس واجب اور قابل سماعت اپیل کو جلد اس کا کوئی مناسب اور عمل جواب تجویز فرمائینگے۔ ایڈیٹر

ابتدائے آفرینش سے کمال و زوال کا قانون اس دنیا پر مسلط ہے کمال و زوال کا قانون قدرت قوانین کی ایک ضروری دفعہ ہے۔ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی طاقت اوج کمال پر پہنچیگی اور ہر ایک بڑی سے بڑی طاقت رو بہ تنزل ہوگی۔ اگر کسی چیز کو بقائے دوام حاصل ہے تو اس قادر و قدوس کو جو کل زمانوں سے پیشتر تھا اور ہمیشہ رہیگا۔ جب مشرق میں سورج چمکتا ہے مغرب میں تاریکی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ جب مغرب میں روشنی ہوتی ہے مشرق میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کمال سے زوال کی طرف آیا۔ لیکن اب ہم یہ کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ اب یہ زوال کمال کے زینہ پر گامزن ہے۔ ہندوستان میں بحیثیت مجموعی ایک نیا دور شروع ہے۔ ہم ایک نیا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ مذہبی حلقوں میں ایک کشمکش شروع ہو۔ روحانی معراج حاصل کرنے کے لئے ہر ایک دل میں جوش پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن اس ترقی کے زمانہ میں ہم ایک فرقہ پر نظر ڈالتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔ انہیں اپنے مذہب کی طرف خاص توجہ نہیں۔ وہ دوسروں کے آگے دست سوال دراز کر رہے ہیں۔ آہ یہ مسیحی قوم ہے۔ ہماری کل امیدوں کا انحصار مشنریوں کی جدوجہد پر مبنی ہے۔ حیرت زمانہ سرعت سے بڑھا جا رہا ہے ہم خواب غفلت میں خراٹے مار رہے ہیں۔ جس وقت دیگر مذاہب کے ہادی اپنا دین پھیلانے کی خاطر ہمہ تن مصروف ہیں ہم اپنی آواز مشنریوں کے سامنے بلند کر رہے ہیں۔ ہم اُن سے کہہ رہے ہیں کہ

سپردم بتو مایۂ خویش را

سستی اور کاہلی ہمارا جزو بدن ہو گئی ہیں۔ ہم خدمت لینے کو تیار ہیں۔ لیکن خدمت کرنا ہمارے واسطے باعث نفرت ہے۔ ہم اپنے ذاتی نام و نمود کی خاطر سب کچھ کرتے ہیں لیکن مذہبی امور سے کنارہ کشی کئے بیٹھے ہیں۔ ہم سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ مشنریوں کا کام انجیل سنانا اور مذہب پھیلانا ہے۔ ہمارا کام انجیل سننا اور آرام کرنا ہے۔ اُف! کس قدر افسوسناک حالت ہے۔ کس قدر رنج وہ نتائج ہیں۔ کیا یاد نہیں کہ ہمارے منجی خداوند یسوع مسیح نے کیا نمونہ دیا۔ وہ کھانا کھاتے اٹھا اور شاگردوں کے پاؤں دھوئے اس سے کیا نتیجہ اخذ ہوتا ہے؟ ہر ایک مسیحی کا کام خدمت کرنا ہے۔ وہ جو ان بارہ شاگردوں کا اُستاد تھا۔ ہاں وہی جو اس جہان کا نجات دہندہ تھا وہ اُٹھا اور اُس نے پاؤں دھوئے۔ اس سے زیادہ عاجزی ہمیں کہاں مل سکتی ہے۔ اس سے عمدہ نمونہ کہاں پا سکتے ہیں۔ ہم مسیحی کیا ہوئے آقا دمولا بن بیٹھے۔ ہر ایک معمولی سے معمولی شخص کی بھی یہی خواہش رہتی ہے کہ کسی طرح سے یا بھی خدمت سے خود فائدہ اُٹھائے۔ جو اشخاص معتبر اور بارسوخ گنے جاتے ہیں۔ وہ خدمت کے نام سے دس کوس دور بھاگتے ہیں۔ موجودہ حالات میں دیکھا گیا ہے کہ ہمارے اُن جنکا کام یہ ہے کہ مصیبت زدہ تنگ حال اور تنہائی کے موقعہ پر غریب شخص کو خواہ کوئی کیوں نہ ہو مدد کریں۔ اُن کو ہر طرح سے آرام دیں۔ اُن کا دستور العمل بالکل نرالا ہے۔ وہ اپنے آرام کی طرف متوجہ ہیں وہ شخصی اغراض اور ذاتی امنگوں کے پیچھے دیوانہ وار پھر رہے ہیں انکو عوام کی کچھ پروا ہی نہیں ہے۔

آج خداوند یسوع مسیح ہمیں یہ کہہ رہا ہے کہ ”تم انہیں کھانے کو دو“۔ اہل ہند کی مذہبی ضروریات کیطرف متوجہ ہو لیکن ہم ہیں کہ پنبہ بگوش۔ ہماری بلا سے۔ ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے۔ ہمیں اپنا آرام مقصود ہے۔ خداوند مسیح ہمیں آج کہہ رہا ہے۔ کہ دنیا کی انتہا تک میری انجیل کی بشارت دو۔ یہ حکم اہل مغرب کے لئے مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک مسیحی کے لئے خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہو

لیکن ہم سے اپنے خانگی معاملات یوں طے نہیں ہوتے۔ ہمارے گھروں ہی ایسے تبادکن اور دلشکن امور ظہور پذیر ہو رہے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ ہماری کل توجہ مشنریوں کی طرف منعطف ہے۔ ہم ان سے ان کے فرائض کی تکمیل طلب کر رہے ہیں اور اپنے فرائض کو فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ ہمیں ادائیگی فرائض کی فکر نہیں۔ ہم خدمت لینا جانتے ہیں لیکن خدمت کرنا ہمارے واسطے امر محال ہے۔ آج یسوع مسیح کہہ رہا ہے "تو میری بھیڑیں چرا"۔ وہ ہر ایک سے فرداً فرداً کہہ رہا ہے۔ وہ ایک شخص سے نہیں کہتا۔ وہ ہر ایک مسیحی سے کہتا ہے کہ تو میری بھیڑیں چرا۔ کیا ہم اس آواز غیبی کی طرف کان لگا رہے ہیں۔ کیا ہم اُسکی بھیڑوں کی نگہبانی کر رہے ہیں۔ وہ ہر ایک سے کہہ رہا ہے۔ کیا ہم نے اس کا جواب دیا ہے؟ اگر نہیں تو آؤ آج ہم اُسکے سامنے دوزانو ہو کر اس کا جواب دیں۔

دنیا میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ جو چاند آج ہماری نظروں کے سامنے ماہِ کامل کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہو کل غائب ہو جائیگا اگر آج موسم بہار کا دل خوش کن منظر پیش نظر ہے تو کل باریک سے باریک کپڑا بھی زیب تن نہ کیا جائیگا۔ غرضیکہ کسی شے کو بقای دوام حاصل نہیں کوئی چیز تادوام ایک ہی حالت میں نہیں رہ سکتی۔ لیکن انسان جو اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب ہے۔ وہ ایسے تغیرات کو بادی النظر سے نہیں دیکھتا وہ نگاہ دوربین سے اس کا اندازہ لگاتا ہے اور اپنی ضروریات کو روش زمانہ کے مطابق تبدیل کرتا ہے۔ لیکن ہم وقت کو غنیمت جانکر اپنی سعی کو کس بہترین ذریعہ کے لئے استعمال کر رہے ہیں یا یونہی اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ آج ہماری ضرورت کس حلقہ میں محسوس ہو رہی ہے آج تغیر زمانہ ہم کو کس کام کے لئے مخصوص کر رہا ہے۔ خداوند کی آواز ہمیں کس کام کے لئے بُلا رہی ہے؟ ذرا چشم بصیرت کھولو اور حالات حاضرہ پر ایک چلچلتی نظر ڈالو۔ جنوبی ہند میں ہمارے مسیحی بھائیوں کی کیا حالت ہے۔ کیا ہم خداوند کی آواز کا "تو میری بھیڑیں چرا" جواب دے رہے ہیں۔ آئے دن یہ خبر موصول ہوتی ہے کہ اس قدر مسیحی شدھ ہو گئے۔ آخر اسکی کیا وجہ ہے اور اس کے انسداد کے لئے کیا ذرائع سوچ رہے ہیں؟ کیا ہم خداوند کی بلاہٹ کی طرف کان لگا رہے ہیں کہ نہیں؟ جنوبی ہند کے مسیحیوں کو عہدہ داروں کی ضرورت ہے۔ ان کو اعلیٰ رہناؤں کی ضرورت ہے۔ کسی کو استطاعت دیکر یہ کہہ دینا کہ جاؤ اور حوادث زمانہ کا مقابلہ کرو کھوٹے کھرے کا پتہ لگانے کو کافی نہیں ہے۔ ... روحانی ضروریات کے ساتھ جسمانی ضروریات لازمی ہیں۔ اگر جسمانی ضروریات کی طرف بے اعتنائی ظاہر کی جائے تو روحانی ترقی کے رستہ میں روڑا اٹک جاتا ہے۔ ہم کہتے رہتے ہیں کہ مشنریوں کو چاہئے کہ ان کی بہتری اور بہبودی کے وسائل اور ذرائع پر غور و خوض کریں۔ انہوں نے نتیجہ دیا وہ اُنہیں بچائیں۔ کیا یہ درست بات ہے؟

کیا ہماری رگوں میں خون سرد ہو گیا ہے؟ کیا ہم اپنے فرائض کو بالای طاق رکھکر دنیا کی لذتوں میں محو ہیں؟ آج یہ بوجھ ہمارے کندھوں پر رکھا جا رہا ہے۔ اور ہم اسکے اُٹھانے کے ساعی ہیں۔ آج خداوند ہمیں بلا رہا ہے وہ کہتا ہے جاؤ جنوبی ہند کے مسیحیوں کو غیرمسیحیوں کے پنجے سے رہائی دو اور ہم سو رہے ہیں۔ ہم نے آج تک اُن کی دینی اور دنیوی بہبودی کے لئے کچھ کر نہیں دکھایا ہم فضول اور لایعنی جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم میں فرقہ بندیاں شروع ہیں۔ ہم اپنے مقصد اولیٰ کو فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ ہم اپنے بیکس۔ بے یار و مددگار مسیحیوں کی طرف سرد مہری ظاہر کر رہے ہیں۔ بیمار کو حکیم کی ضرورت ہے۔ لیکن ہم حکیم دیکھ رہے ہیں۔ وہ اُن کو مسیحیت سے منحرف کرکے اپنے میں شمولیت دے رہے ہیں۔ وہ انہیں خداوند یسوع مسیح کے گلہ سے جدا کر رہے ہیں۔ کیا ہم اس قدر لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ کیا ہمارے جسم میں جان اور روح میں طاقت نہیں کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکیں؟ کیا ہم سدا مشنریوں کے آگے دست سوال دراز کرتے رہینگے۔ وہ ایک دن دینگے دو دن دینگے۔ تیسرے دن صاف انکار کرینگے۔ کیا ہم نے ابھی تک اس قدر طاقت حاصل نہیں کی کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر حوادث زمانہ کا مقابلہ کریں؟ باوجود اسی قدر علمیت اور قابلیت کے باوجود ایسے الداروں اور بڑے عہدہ داروں کے ہم اپنا کام خود نہیں چلا سکتے۔ کیا ہم ایک یا دو خادمانِ دین اپنے مسیحی بھائیوں کے لئے نہیں بھیج سکتے تاکہ اُن کی . . . . دنیوی ضروریات کو پورا کر سکیں؟

اگر یہی رویہ رہا تو ہم صاف تحریر کرتے ہیں کہ وہ دن قریب ہے جب کثیر التعداد مسیحی شدھ ہو جائینگے۔ اور اس وقت وہ اپنے آپ کو ہندو مسیحی کہلائینگے۔ کیا ہماری کرسچن کانفرنس اس کے متعلق کچھ سوچ رہی ہے؟ اگر نہیں تو ایسی کانفرنس کا کیا فائدہ؟ کیا اسے یہی کام ہے کہ سال میں ایک بار لوگوں کو فراہم کرکے پریذیڈنٹ منتخب کر لیا کرے۔ اور کبھی کبھی وائسرای بہادر اور گورنر صاحب کو مل آیا کرے! یہ امتحان کا موقع ہے۔ یہ ہماری آزمایش کا وقت ہے معلوم ہو جائیگا کہ سونا کتنا ہے اور ملاوٹ کس قدر ہے ہم ذاتی نام و نمود کی خاطر سب کچھ کرتے ہیں ہم صاف کہتے ہیں کہ **جب تک شخصی امراض اور ذاتی امنگیں۔ قومی اغراض اور قومی امنگوں کے سامنے تہ تیغ نہ ہونگی مؤخرالذکر کی جیت ناممکن ہے۔** ہم پہلے کسی جگہ تحریر کر چکے ہیں کہ لیڈر کہلانا اور بات ہے اور لیڈر کی صفتوں سے متصف ہونا اور بات ہے۔ اگر کوئی ہمارا حقیقی لیڈر ہے تو کیا اُسے یہ دردناک خبریں آرام سے سونے دیتی ہیں! ہم سوال کرتے ہیں کہ اس کے انسداد کے لئے اہل پنجاب نے کیا کیا؟ کرسچن کانفرنس کیا کر رہی ہے۔ افسوس صد افسوس کیا آپ کو نور افشاں کی اشاعتوں میں ایسی خبریں پڑھ کر رنج نہیں ہوتا۔ اگر ہم آج ہی اس کے انسداد کے لئے تجویزیں سوچیں۔ مشنریوں کے کام کے نتایج کا انتظار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہمارا کام ہے۔ ضرورت چاہئے کہ ایک کمیٹی مقرر ہو وہ اس کل معاملہ پر غور کرے۔ بعد ازاں

چندہ فراہم کر کے کوئی قابل ہادی ان گمراہ بھیڑوں کو راہ راست پر لانے کے لئے مقرر کیا جاوے۔ کیا یاد نہیں کہ خداوند جتنا ہو اچھا چرواہا اپنی بھیڑوں کے لئے فکر کرتا ہے۔ پھر ہم اپنے مسیحی بھائیوں کی دینی اور دنیوی ضروریات کی طرف متوجہ ہوں تاکہ ہم اُن کو غلط راستے پر جانے سے محفوظ رکھیں اور بالآخر صراطِ مستقیم پر لا کھڑا کریں۔ ہم کرسچن کانفرنس اور اُس کے سرگرم کارکنوں کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں۔ اور ہم پنجاب بلکہ کل ہندوستان کے مسیحیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اس کے انسداد کے لئے تجاویز پیش کریں تاکہ جب ہم خداوند کے حضور کھڑے ہوں تو کہہ سکیں۔ اے خداوند تو نے مجھے دس توڑے دیئے ہیں۔

پیارے ناظرین ایک پرندہ جو مدتوں ایک پنجرے میں اسیر رہا ہو دروازہ کھول دینے پر وہ بھی ادھر اُدھر چل پھر کر وہیں بسیرا کر لیتا ہے اور اس میں زندگی بسر کرنا موجب راحت سمجھتا ہے۔ لیکن ہم مسیحی جنہوں نے اس آب و ہوا میں پرورش پائی۔ اس کی آغوش میں بھائیوں کی طرح کھیلے۔ اگر پھر بھی ہندوستان کی محبت سے کورے ہیں تو قابلِ افسوس امر ہے۔ وقت ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی کمزوریوں کو دور کریں گمراہوں کو سیدھے راستے پر لائیں۔

اے خداوند ہم میں ایسی خوبیاں پیدا کر جن سے ہم تیری آواز کو پہچان سکیں اور تیرے حکم کے مطابق اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور بالآخر تیرے دربار میں سرخرو ہو کر تیرے ساتھ ابد الآباد ایک ہو کر رہیں۔

پی۔ این۔ بھنوت۔ نارو

ایک سائنسدان کا بیان ہے کہ جن لوگوں کے سر پر بال نہ ہوں وہ بالوں والے آدمیوں کی نسبت زیادہ صاحب دماغ ہوتے ہیں اور بالوں کی نشوونما میں دماغ کی کافی قوت صرف ہو جاتی ہے۔

جنوبی امریکہ میں ایک مقام پر چیونٹیوں نے تین میل لمبی سرنگ تیار کر دی۔ (زمیندار ہفتہ وار)

عیسائیوں کی تبلیغی کوششیں

صداقت چھپائے نہیں چھپتی ہے۔ ایک طرف مسیحیت کی فتوحات کے شور و شغب کا خیال کرو۔ دوسری طرف الفضل کے بیان ذیل کو بھی پڑھ کر دیکھو تو اصلیت برہنہ نظر آ جائیگی۔ ایڈیٹر

پادری کیسے کیسے پرخوف علاقوں میں جاتے ہیں اور کس طرح پر وہاں کے باشندوں کی ہمدردی حاصل کر کے اُن پر قبضہ جماتے ہیں اس کا حال مندرجہ ذیل سطور سے ظاہر ہوگا۔

رومن کیتھولک فرقہ نے جنگلوں کے انتہائی گوشوں میں اپنے آدمی بھیجکر جنگلوں تک اپنا پیغام پہنچایا۔ اور جہاں کہیں حالات موزوں پائے سکول اور گرجے تعمیر کر دیئے۔ چھوٹا ناگپور کے دیہات میں جن میں سے اکثر جنگلی علاقہ کے عین درمیان میں واقعہ اور دشوار گذار ہیں۔ یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ یہاں کیسے آ گئے اور انہیں یہ کیونکر سوجھا کہ وہ ان تاریک گوشوں میں غفلت کی نیند سوئے ہوئے جنگلیوں کو بیدار کریں۔ ضلع رانچی میں رومن کیتھولک مشن کی بنیاد رکھنے والا دراصل پادری لیونز ہے۔ اس شخص کا سونڈ جنگلیوں کے علاقہ میں بے مثال رسوخ تھا اور اسے عام باشندے بڑی عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

رومن کیتھولک مشن ہی سب سے پہلے مظلوموں سے ہمدردی کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ اور جو کاشتکار مالکان اراضی (زمینداروں) کے مظالم تلے پسے جاتے تھے انہیں سب سے پہلے ان لوگوں نے ہی امداد بہم پہنچائی۔ اراؤں جنگلیوں کے علاقہ میں بیگار کا رواج بڑی سخت تکلیف دہ تھا۔ پادری لیوٹنز کا بھلا ہو جس نے سب سے پہلے اس ظالمانہ رواج کے خلاف اپنی زبردست آواز بلند کی۔ ہمدردی مظلوم کو موم بنا دیتی ہے۔ جنگلیوں کے عیسائیوں کی بروقت دستگیری رحمت آلہی ثابت ہوئی اور وہ بھاگے ہوئے حلقہ عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ اسی زمانہ میں اراؤں لوگوں میں سے کم از کم چالیس ہزار اشخاص عیسائیت سے ہم آغوش ہو گئے۔

عیسائیت تعلیمی سرگرمیوں میں گہرا یقین رکھتی ہے۔ خشک مذہبی وعظوں سے تعلیمی درسگاہیں عیسائیت کو زیادہ خوبی سے پھیلا سکتی ہیں۔ کسی قوم کے بچوں کو کئی گھنٹوں تک اپنے زیر اثر رکھنا اور ان میں اپنے خیالات کو داخل کرنا موجودہ ہی نہیں بلکہ دراصل آنے والی نسلوں میں کام کرنا ہے۔ رومن کیتھولک مشن نے انہی خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے رانچی میں ایک شاندار ہائی سکول کی بنیاد رکھی اور چھوٹا ناگپور میں جا بجا تعلیمی درسگاہوں کی ایک لڑی باندھ دی۔ لڑکیوں کے لئے مشن کی طرف سے ایک علیحدہ سکول ہے جس میں قریباً ایک ہزار لڑکیاں ہونگی۔ زیادہ تر جنگلی عیسائیوں کی لڑکیاں ہی یہاں پڑھتی ہیں۔ اس سکول کے دو حصے ہیں۔ ایک تو وہ جس میں عام درسی تعلیم دی جاتی ہے اور دوسرے وہ جس میں لڑکیاں سال کے بارہ ماہ میں سے صرف تین یا چار ماہ ہی صرف کرتی ہیں۔ ایک اور سکول قائم ہے جس میں جنگلی عورتیں سلائی اور کاڑھنے کا کام سیکھنے کے لئے روزمرہ آتی ہیں کئی سو عورتیں اس سکول میں آتی ہونگی اور کام سیکھتی ہونگی۔ سلائی اور لیس بنانے کے لئے انہیں مقدار کام کے مطابق اُجرت ادا کی جاتی ہے۔ ضلع رانچی میں کھونٹی کے مقام پر ایک صنعتی سکول بھی قائم کیا گیا تھا۔ جس میں جنگلی اقوام کے بچوں کو بڑھئی اور پارچہ بافی کا کام سکھایا جاتا تھا۔ دیگر سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کوآپریٹو سوسائٹیوں کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے اور اُسے جنگلی عیسائیوں میں ہردلعزیز اور مقبول بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ ان کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ممبران کے لئے سہولتیں موجود ہیں کہ وہ جب چاہیں ان سے روپیہ وصول کر لیا کریں۔

الفضل مطبوعہ ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء

جانبازانہ بہادری کا اعتراف

ضلع اٹک کے ایک لڑکے کو رائیل ہیومین سوسائٹی کی طرف سے تمغہ

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

حال میں سر جارج اینڈرسن نائٹ سی۔ آئی۔ ای ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب ضلع کیمبلپور میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک گارڈن پارٹی کی تقریب پر ایک ۱۴ سال کے لڑکے مسمی تاج محمد کو ایک تمغہ دیا گیا۔ جو رائل ہیومین سوسائٹی کی طرف سے اُسے حال میں انعام میں ملا ہے۔ اس پر ہز رائل ہائنس حضور پرنس آف ویلز نے اپنے دستخط ثبت فرمائے ہیں۔ اس تمغہ کے ساتھ تاج محمد کو روپوں کی تھیلی بھی دی گئی۔ یہ انعام تاج محمد کی اس بہادری کے اعتراف میں دیا گیا ہے جو اُس نے ۱۹۲۵ء دریائے سوہن (؟) کی طغیانیوں کے موقع پر دکھائی۔ تاج محمد اُسکی والدہ اور اُسکی دو بہنیں ایک پہاڑی نالہ کی رو میں یکایک بہ گئیں۔ تاج محمد نے بڑی ہمت سے اپنی بہن مسماۃ اقبال جان کی جان بچائی اور خود تیر کر اُسے کنارے پر پہنچا دیا۔ اس اثنا میں اُسکی والدہ اور دوسری بہن سیلاب میں بہ گئیں۔ لیکن تاج محمد بلا تامل طوفان زدہ پانی میں دوبارہ کود پڑا اور ان کو بچانے کی انتہائی کوشش کی بد قسمتی سے وہ اس کوشش میں ناکام رہا اور نصف میل تک تیرنے کے بعد اتنا تھک گیا کہ خود اسے جس وقت کسی نے پکڑ کر پانی سے باہر نکالا وہ بہت خطرناک حالت میں تھا۔ اس کی اس بہادری کی اطلاع باضابطہ سوسائٹی مذکور کی کونسل عامہ کر دی گئی۔ جس نے تاج محمد کو اپنا سارٹیفکیٹ عطا کیا۔

اس تقریب پر ضلع کیمبل پور کے رؤسا موجود تھے۔ مقررہ وقت پر پورے بوائے سکاوٹوں نے اپنی لاٹھیوں کے ذریعہ ایک محراب بنائی۔ جس میں سے تاج محمد گذرا اور صاحب ڈپٹی کمشنر اور ڈائرکٹر صاحب محکمہ تعلیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے مختصر سی تقریر کی اور تاج محمد کے شجاعانہ کارنامے کی تفصیل بیان فرائی۔ ازاں بعد سارٹیفکیٹ پڑھا گیا اور صاحب ڈائرکٹر محکمہ تعلیم نے یہ سارٹیفکیٹ اور روپوں کی ایک تھیلی تاج محمد کو پیش کی۔ آخر میں تاج محمد بوائے سکاوٹوں کی معیت میں واپس آ گیا۔

وسطی پنجاب میں خوفناک ڈاکوؤں کی سرگرمیاں اور ان کا قطعی انسداد

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

(۲)

وسطی پنجاب میں ڈاکوؤں کے دوسرے گروہ کا سرغنہ شہابو تھا۔ یہ شخص ذات کا تیلی ضلع لاہور کا رہنے والا ایک مفرور مجرم تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اپنی مجرمانہ سرگرمیوں میں کوں کے گروہ سے بھی زیادہ بے رحمی و بربریت کا ثبوت دیا۔ شہابو کو ایک عورت سے اس بنا پر دشمنی تھی کہ اس نے ایک مقدمہ میں اس کے خلاف گواہی دی تھی۔ شہابو نے جیل خانہ سے بھاگ کر اس عورت سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ ایک رات وہ اپنے ہمراہیوں سمیت اس گاؤں کو روانہ ہؤا جہاں وہ بدنصیب رہتی تھی۔ شہابو اور اس کے ایک ساتھی کے پاس بندوقیں تھیں۔ اس کا ایک اور ساتھی ایک بڑی کرپان اور باقی ہمراہی لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ اس گاؤں میں پہنچکر یہ لوگ عورت کو اس کے مکان سے زبردستی پکڑ کر لے گئے۔ اور دریائے راوی کے کنارہ پر لیجا کر کرپان سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کروائے اور پھر اُسکی لاش کو دریا میں بہا دیا۔ اس خوفناک قتل کے فوراً بعد وہ دریا کے قریب ایک جنگل میں دو شکاریوں سے دوچار ہوئے اور ان دونوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کر ڈالا اور ان کی لاشیں کو پہلے تو جھاڑیوں میں چھپائے رکھا اور پھر شام کو انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں ڈال دیا۔ آخر کار شہابو اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ اُسکے ایک ساتھی نے پولیس کو اطلاع دی اور ایک دن اُسے ایسی جگہ پھسلا کر لے آیا جہاں اس کی گرفتاری کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ رستہ میں شہابو کو اپنے ساتھی پر کچھ شبہ سا ہو گیا۔ جس پر دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ مخبر جانتا تھا کہ شہابو مسلح ہے اس لئے اس نے اپنی حفاظت کے لئے اس مشہور مجرم کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ اس طرح اس بدمعاش کی زندگی کا خاتمہ ہؤا۔ جس نے ایک سال سے زیادہ عرصہ تک وسطی پنجاب میں امن میں خلل ڈال رکھا تھا۔ شہابو کے بعد اس کا گروہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہا۔ اس کے بعد ایک ساتھی گگل نامی کے متعلق پتہ لگا کہ وہ سرہالی ضلع امرتسر میں موجود ہے۔ اس پر پولیس افسروں اور سواروں کی ایک بڑی جمعیت وہاں پہنچی اور اسے گذشتہ جنوری کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی گروہ کا ایک اور فرد سرین سنگھ مئی ۱۹۲۶ء میں گھر تھانہ آخر تھانہ ولٹوہا ضلع لاہور کے سب انسپکٹر کو اس کی نقل و حرکت کے متعلق خبر پہنچی جس جگہ وہ پناہ گزین تھا۔ وہاں پولیس نے گھیرا ڈال دیا۔ آخر کار سرین سنگھ ایک بڑی جھاڑی میں چھپا ہؤا پایا گیا۔ جنگل شاخیں زمین پر تمام طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ سرین سنگھ نے یہ دیکھ کر کہ اب اسکی جان کی خیر نہیں گولی چلا دی۔ اس پر سب انسپکٹر اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور جھاڑی میں جا کر اُسکو پکڑنے لگا۔ دونوں میں سخت کشمکش ہوئی۔ آخر پولیس کے افسر موقع پر پہنچے اور اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے پاس ۱۲ بور کی ایک نالی بندوق پائی گئی جس سے بارود کا دھواں نکل رہا تھا۔ غرضیکہ افسران پولیس کی جانبازانہ ہمت و فرض شناسی اور دیہات کے باشندوں کی شرکت عمل سے وسطی پنجاب خوفناک ڈاکوؤں اور مجرموں کی قاتلانہ و غارتگرانہ سرگرمیوں سے پاک ہو گیا۔

جس شخص نے دہلی میں لارڈ ہارڈنگ پر بم پھینکا تھا اُسکی گرفتاری کے لئے ۵۰۰۰ پاؤنڈ کے انعام کا اعلان ہؤا تھا کسی شخص کی گرفتاری کے لئے عدالت کی طرف سے آجتک تہ گرانقدر انعام کا اعلان نہیں ہؤا۔

(زنیدہ ارجنتہ وار)

برطانیہ عظمیٰ کے باشندے آجکل مجموعی طور پر ہر سال میں بیس کروڑ مصنوعی دانت لگواتے ہیں۔

قاصد

میلاد نمبر

نور افشاں کے ناظرین کرام نے گہری نظر سے قاصد کا نومبر نمبر گذرا ہے بلکہ تبصرہ مطالعہ فرمایا ہوگا کہ اب کے قاصد کے میلاد نمبر کی چار صد جلدیں غیر مسیحی برادران وطن میں مفت تقسیم کرنے کی تجویز ہے۔ جس کی ضخامت کم از کم ۴۸ صفحے اور رنگین سرورق کے علاوہ ایک سہ رنگی تصویر بھی رسالہ کی مزید زیبائش کی موجب ہوگی۔ قبل ازیں گذرے دو رسالوں میں تصویر اور زائد اخراجات کا بار قاصد کے جنرل فنڈ پر پڑتا رہا ہے۔ لیکن کارکنان قاصد نے مناسب سمجھا کہ اس دفعہ میلاد نمبر کے لئے بیرونی امداد طلب کی جائے۔ چنانچہ ایک صد روپیہ کی فراہمی کی اپیل کی گئی جسے شائع ہوئے اگرچہ ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا ہے۔ لیکن آپ یہ سنکر خوش ہونگے کہ تا دم تحریر قریباً [illegible] روپیہ منیجر قاصد کو موصول بھی ہو چکے ہیں۔ اس سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور ہم کل معطی حضرات کا یکجائی شکریہ ادا کرتے ہوئے دیگر ارباب توفیق و استطاعت کی خدمت میں بھی بصد ادب اپیل کرتے ہیں۔ کہ اگر ہماری تجویز آپ کے نزدیک قابل قبول ہو تو اسے شرف قبولیت بخشیں اور اپنا ہدیہ مسٹر ڈی۔ ایف۔ نجم الدین منیجر قاصد۔ پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور کے نام زیادہ سے زیادہ ۲۰ تاریخ دسمبر تک ارسال فرمائیں۔ کیونکہ ۱۸ دسمبر سے طباعت شروع ہو جائیگی ۲۰ تاریخ کے بعد کی فرمائشوں سے ہم معذور سمجھے جائینگے۔

نیز واضح ہو کہ رسالہ کی قیمت ۴/ مقرر کی گئی ہے۔ سو ہر ایک صاحب عطیہ فی روپیہ چار جلدیں طلب کرنے کا مستحق ہوگا۔ چاہے تو وہ اپنے پتہ پر طلب کرے اور چاہے تو وہ نام اپنے احباب کے ہمیں بھیج دے ہم براہ راست پرچہ مطلوبہ تعداد میں انہیں روانہ کر دینگے۔ اس میں معطی کو مزید زحمت اور مکتوب علیہ کو وقت کی بچت ہوگی اور رسالہ بروقت یعنی عید میلاد سے قبل اُسے ملجائیگا۔ لیکن اس سے کوئی یہ معنی نہ سمجھے کہ چار جلدوں سے کم کے مطالبہ کی تعمیل نہ ہوگی۔ نہیں ہوگی اور ضرور ہوگی اور آپ فی جلد ۴/ کے ٹکٹ بھیج دیں۔ اور مکتوب علیہ کا پتہ بھی صاف اور خوشخط تحریر فرما کر ۲۰ دسمبر تک دفتر قاصد میں بھیج دیں۔ انشاءاللہ تعمیل میں کوتاہی نہ ہوگی۔

جن صاحبان نے ہمیں رقم عطا فرمائی ہے انہوں نے ہمیں اجازت دی ہے کہ رسالہ کا حسب ضرورت استعمال کریں۔ بجز دو تین حضرات کے کسی نے نام نہیں بھیجے۔ سو کلیسیاؤں کے پاسٹر صاحبان۔ مشن ریڈنگ روم اور لائبریریوں کے ناظمین مشن اسکولوں کے مسیحی مدرسین اور مشنری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے اپنے حلقۂ خدمت کے غیر مسیحی متلاشیان اور طالبان حق کے نام فرداً فرداً ہمیں بھیجیں یا ایک خاص تعداد رسالہ کی طلب فرمائیں۔ رسالہ کی جلدیں واجبی تناسب سے اُن کی خدمت میں روانہ کی جائینگی۔

ابھی تک ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ مضمون نگاروں میں کون کون حضرات شامل ہونگے۔ شہرہ آفاق اہل قلم اصحاب سے مضامین کی درخواست کی گئی ہے۔ جن میں سے بعض کے مضامین تو پہنچ چکے ہیں لیکن جنہوں نے ابھی تک توجہ نہیں فرمائی اُن کی خدمت میں مکرر عرض ہے کہ اپنا قلمی ہدیہ فوراً روانہ فرمائیں۔

مسیحی ناظرین دعا فرمائیں کہ کمترین کی یہ کوشش درگاہ الٰہی میں قبول ہو۔

خادم۔ ایف۔ ایم نجم الدین
اڈیٹر قاصد۔ معرفت پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور۔

مدراس کے وزیر کون ہیں

گورنر مدراس نے جو اعلان وزارت قائم کرنے کے متعلق کیا ہے وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ تینوں ہی وزیر غیر برہمن پارٹی کے ہیں۔ جو عرصہ سے برہمنوں کے خلاف جہاد کرتی رہی ہے۔ اور گذشتہ ۹ سال میں تو اس پارٹی کو بڑی طاقت حاصل ہو گئی۔ ڈاکٹر سبرائن بذات خود روشن خیال شخص ہیں۔ ان کے دو ہم جلیس وزیروں میں سے ایک ہندوستانی عیسائی ہیں اور گورنمنٹ کے پنشنر انجنیر۔ وہ سیاسیات کے میدان میں ایک نئے شخص کی حیثیت سے داخل ہوئے ہیں تیسرے وزیر مسٹر رنگا ناتھم مدلیر ۱۹۲۰ء سے میدان سیاسیات میں سرگرم عمل رہے ہیں اور مسٹر اینی بسنٹ کی ہوم رول لیگ کے مدت سے ممبر رہے ہیں۔ اور آپ نے بہت کچھ کام کیا ہے۔

(پرتاپ)

انجمن ہای امداد باہمی پنجاب کی رپورٹ

انجمن ہای امداد باہمی پنجاب کی رپورٹ بابت ۱۹۲۶ء ہمیں ایک دوست سے موصول ہوئی۔ اس میں ایک خاص پیرا مسیحیوں کی انجمن ہای امداد باہمی پنجاب کے متعلق نہایت ہمت افزا آیا ہے۔ جسے مسیحیوں کے فائدے کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اسکی بنیاد پر ہم پنجاب کے شہری اور دیہاتی مسیحیوں سے بزور گذارش کرتے ہیں کہ وہ انجمن ہای باہمی امداد کو ہر جگہ قائم کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اور ہم حکام بالادست سے بھی امیدوار ہیں کہ وہ مسیحیوں کی انجمنوں کی بہتری اور بہبودی کا خاص طور سے خیال فرمائینگے۔ اڈیٹر

رپورٹ کی عبارت یوں آئی ہے۔

"۱۴م عیسائیوں کی انجمنیں۔ ان انجمنوں کی تعداد ۷ کے اضافہ سے ۲۷۷ ہو گئی ہے تعداد ممبران ۵۰۸۸ ہے۔ ان کے علاوہ معمولی دیہاتی انجمنوں میں عیسائیوں کی بہت سی تعداد موجود ہے۔ عام طور پر تعریف کی بجائے نقائص نکالنا آسان ہوتا ہے۔ گاؤں کے عیسائیوں کو ان لوگوں نے پس پشت ڈالدیا ہے جنہیں زیادہ دلچسپی لینی چاہئے تھی۔ اسے ناعاقبت اندیش سست اور فضول خرچ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا چال چلن بسا اوقات نقدی جیسے معاملات کی ذمہ داری کے ناقابل ہے۔ مالک اراضی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مستقل گھر سے وابستہ نہیں۔ اور حب وصول کے لئے اس پر دباؤ ڈالا جائے تو وہ سکونت چھوڑ جاتا ہے۔ پادریوں کا عملہ ان لوگوں کی مالی بہبودی میں کم دلچسپی لیتا ہے

ٹیار کے مسٹر ڈانیل صاحب اسی کامیابی کی ایک مثال ہیں جو حاصل ہوسکتی ہے۔ جبکہ ایک مشنری اپنے پیروؤں کی مالی حالت کو اچھا کرنے کے لئے وقت نکال سکتا ہے۔ ان میں بعض اچھی انجمنیں ہیں۔ میں نے اس دورے میں ایک نہایت ہی اچھی انجمن کا ملاحظہ کیا۔ سیالکوٹ اور وزیرآباد میں بھی کچھ حوصلہ افزا انجمنیں ہیں۔ میں نے عملہ کو ان انجمنوں پر خاص توجہ دینے کی ہدایت کی ہے۔ کیونکہ یہ انجمنیں عموماً بے توجگی کا شکار ہوتی ہیں۔ بعض تو نزدیک کی زمیندارہ انجمنوں سے بھی اچھی ہیں۔

مسٹر فلپ فرنیس سے گذارش

ہمارے پاس ایک روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ آپ کا پہنچا۔ مگر آپ کا پتہ یا اڈریس ہمیں نہیں ملا۔ مہربانی سے اپنا پتہ صفائی سے ایک کارڈ پر تحریر فرمائیں تو حکم کی فوراً تعمیل کیجائیگی۔

جناب سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو جواب

مکرمی بندہ تسلیم۔ جناب کا خط ملا۔ جواب میں گذارش ہے کہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ جلسۂ مذاہب میں مسیحی نمائندہ کی تقرری کے لئے جناب پادری ٹھاکر داس صاحب یا مسٹر نولکھا چرچ لاہور سے خط وکتابت فرمائیں وہ آپ ہی آپ کو مسیحی نمائندہ کا نام تحریر فرمادینگے۔ نور افشاں کا منصب نمائندہ مقرر کرنے کا نہیں ہے۔

زیادہ حد ادب۔ اڈیٹر۔

ضروری اطلاع

سہارنپور کنونشن ۹ مارچ ۱۹۲۵ء سے شروع ہوکر ۱۲ مارچ ۱۹۲۵ء تک قائم رہیگا۔ ۹ مارچ کو بعد دوپہر کے ایک مشاعرہ نہایت ہی اچھے پیمانہ پر ہوگا۔ جس کا مصرعہ طرح یہ ہے۔

کوئی ساتھی مرا سفر میں نہیں

سفر۔ جگر قافیہ۔ میں نہیں۔ ردیف

تمام مسیحی شعرا کی خدمت میں التماس ہے کہ سہارنپور کنونشن میں عین وقت پر تشریف لاکر مشاعرہ کو رونق وزینت بخشیں۔ اور جو صاحبان کسی سبب سے تشریف نہ لاسکیں وہ اپنا اپنا کلام بھیجیں۔ مگر غزل میں ۱۵ اشعار سے زیادہ نہ بھیجیں۔ لیکن جو صاحبان تکلیف و خرچ برداشت کرکے مشاعرہ میں خود رونق افروز ہونگے وہ اگیس بلکہ اس سے کچھ زیادہ اشعار پڑھ سکتے ہیں۔

راقم۔ رابرٹ گارڈنر آسبق۔
الوپ شہر

مبارکباد

یہ خبر مسرت اثر سنکر تمام عزیز و اقارب خوش ہونگے کہ خدا نے ۹ دسمبر کی رات کو مسٹر کے۔ ایل رلیا رام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل سکول لاہور کو ایک اور فرزند نرینہ بخشا ہے۔ ہم آپ کو اور مسز کے۔ ایل رلیا رام صاحبہ کو مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا اس بچے کی عمر دراز فرمائے اور اسے پیری اور سلامتی بخشے۔

نوٹس

۳/۱

اطلاع عامہ کے لئے یہ بات مشتہر کی جاتی ہے کہ میری زوجہ مساۃ ایتھل ٹریزہ بنت مسٹر البرٹ ایچ ڈانیل سکنہ میور آباد مسیحی سیٹلمنٹ الہ آباد میری غیبت میں میرے گھر سے زیورات سمیت چھ سال ہوئے ہیں کہ بغیر مجھے اطلاع دیئے فرار ہوگئی ہے اس وقت سے تاحال اسکی طرف سے کوئی اطلاع مجھے نہیں ملی ہے۔ اور میں آج تک اس کی طرف سے بالکل بے خبر ہوں۔ اس وجہ سے میں مجبور کیا گیا ہوں کہ یہ نوٹس اس کے نام شائع کروں۔ اور میں اس شخص کا دل سے مشکور ہونگا جو مساۃ مذکورہ کا مجھے پتہ دیوے یا اس نوٹس کی اطلاع میری بیوی تک پہنچا دیوے۔ اگر وہ اس نوٹس کے بعد ایک ماہ کے اندر جملہ زیورات سمیت میرے پاس واپس آنے کی پروا نہ کرے تو وہ آج سے ایک ماہ کے بعد اپنی زوجیت کے جملہ حقوق ہمیشہ کے لئے کھودیگی اور میں میعاد مذکورہ کے گذر جانے کے بعد شوہریت کی جملہ قیود اور ذمہ داری سے آزاد ہوجاؤنگا خواہ وہ قانون کی نظر میں کسی قسم کی ذمہ داری ہو۔

المشتہر

جیمس۔ ایچ۔ ایس
معرفت ڈاکٹر پی۔ سی۔ مکرجی اینڈ سنس
سٹیشن روڈ۔ علیگڈھ

حال ہی میں سسکس کے علاقہ میں ہیلتھم نامی ایک مقام پر ایک انگریز عورت ریزجیفہ لینگے کا (۹۳) سال کی عمر میں انتقال ہوا ہے۔ متوفیہ کے پسماندگان کی تعداد (۱۵۳) بیان کی جاتی ہے۔ جنکی تفصیل یہ ہے

بیٹے اور بیٹیاں	۱۴
بیٹوں اور بیٹیوں کی اولاد	۶۵
پوتوں اور نواسوں کی اولاد کی اولاد	۷۱
افراد گھر کے بچے	۲

(زمیندار ہفتہ وار)

لاہور ۳ دسمبر۔ آج گورنر صاحب پنجاب دورہ کو دورہ پر روانہ ہوگئے ہیں۔ آپ فیروزپور میں ہفتہ کے دن قیام کرکے اُسی شب کو لاہور آجائینگے پھر سوموار کو یہاں سے روانہ ہوکر چوہڑکانہ اور ننکانہ کا دورہ کرکے سرگودھا جائینگے اور چند دن قیام کرکے ۱۲ دسمبر بروز آدیتوار یہاں واپس تشریف لائینگے۔

(بندے ماترم)

دیکھو میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ یوحنا ۱۳: ۳۴۔ پھر لکھا ہے کہ تم ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ یوحنا ۱۵: ۱۷ و ۲ یوحنا ۵۔ پھر لکھا ہے کہ ہم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں لیکن جو محبت نہیں رکھتا وہ موت کی حالت میں رہتا ہے۔ اے بچو۔ ہم کلام اور زبان ہی سے نہیں بلکہ کام اور سچائی کے ذریعے سے بھی محبت کریں۔ ۱ یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۸۔

اے عزیزو آؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اور خدا کو جانتا ہے اور جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا۔ کیونکہ خدا محبت ہے۔ ۱ یوحنا ۴: ۷ و ۸۔

اگر کوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتا ہوں اور وہ اپنے بھائی سے عداوت رکھے تو جھوٹا ہے۔ کیونکہ جو اپنے بھائی سے جسے اس نے دیکھا ہے محبت نہیں رکھتا وہ خدا سے بھی جسے اُس نے نہیں دیکھا محبت نہیں کر سکتا۔ اور ہم کو اس کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے بھائی سے بھی محبت رکھے ۱ یوحنا ۴: ۲۰-۲۱ برادرانہ محبت قائم رکھو عبرانی ۱۳: ۱۔ برادرانہ محبت سے آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی رو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو۔ محبت بے ریا ہو۔ رومیوں ۱۲: ۹ و ۱۰ غرض سب کے سب یک دل اور ہمدرد رہو۔ برادرانہ محبت رکھو۔ نرم دل اور فروتن بنو۔ بدی کے عوض بدی نہ کرو اور گالی کے بدلے گالی نہ دو۔ بلکہ اس کے برعکس برکت چاہو کیونکہ تم برکت کے وارث ہونے کے لئے بلائے گئے ہو ۱ پطرس ۳: ۸ و ۹ تھسلنیکیوں ۴: ۹۔

(۲) غیر مسیحیوں سے۔ جو دوسرے سے محبت رکھتا ہے اُس نے شریعت پر پورا عمل کیا۔ کیونکہ یہ باتیں کہ زنا نہ کر۔ خون نہ کر۔ چوری نہ کر۔ لالچ نہ کر اور ان کے سوا اور جو کوئی حکم ہو اُن سب کا خلاصہ اس بات میں پایا جاتا ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھو۔ محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی۔ اس واسطے محبت تکمیل شریعت ہے۔ رومیوں ۱۳: ۸ و ۹ و ۱۰۔

بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو۔ جو باتیں سب لوگوں کے نزدیک اچھی ہیں اُن کی تدبیر کرو۔ جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو رومیوں ۱۲: ۱۷ و ۱۸۔

ہم میں ہر شخص اپنے پڑوسی کو اُسکی بہتری کے واسطے خوش کرے۔ تاکہ اس کی ترقی ہو رومیوں ۱۵: ۲۔

(۳) دشمنوں سے محبت۔ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔ کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اگر تم اُنہیں کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے۔ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اُن کا بھلا کرو۔ لوقا ۶: ۲۷ و ۲۸ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۵۔

جو تمہیں ستاتے ہیں اُن کے واسطے برکت چاہو۔ برکت چاہو اور لعنت نہ کرو۔ رومیوں ۱۲: ۱۴ و متی ۵: ۴۴۔

اے عزیزو اپنا انتقام نہ لو۔ بلکہ غضب کو موقع ہی نہ دو۔ کیونکہ یہ لکھا ہے۔ کہ خداوند کہتا ہے کہ انتقام لینا میرا کام ہے۔ میں ہی بدلا لونگا۔ بلکہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اسکو کھانا کھلا۔ اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تو اس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائیگا۔ بدی سے مغلوب نہ ہو بلکہ نیکی کے ذریعہ سے بدی پر غالب آؤ۔ رومیوں ۱۲: ۱۹ و ۲۰ و ۲۱۔

ان سب باتوں کا نمونہ خود مسیح نے دیا اور اُس نے اپنا نام ابن آدم رکھا تاکہ آدمیوں کے لئے کامل نمونہ بنے۔ لیکن محض جسمانی آدمی جو نفس امارہ اور قوت غضبی وسبعی سے مغلوب ہیں۔ ان باتوں کو بچوں کی سی باتیں کہتے ہیں۔ مگر رسول الہام سے کہتا ہے کہ نفسانی آدمی خدا کے رُوح کی باتیں قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اُس کے نزدیک بے وقوفی کی باتیں ہیں اور نہ وہ اُنہیں سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں +

(باقی آیندہ)

خشت

اینگلو ورنیکلر مڈل سکول منٹگمری والا کے مزید حالات

گاؤں مذکورہ کی نسبت زیادہ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ دو دفعہ گاؤں کے حالات کی بابت اخبار نور افشاں کے کالموں میں بعنوان "مسیحی آبادی" مطبوعہ ۱۶-اپریل ۱۹۲۶ء اور "ایک نیک جد وجہد" مطبوعہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء مضمون شائع ہو چکے ہیں اور ناظرین نور افشاں ان سے بخوبی واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔

اب خواہش مقتضی اس امر کی ہے کہ اُن حالات کا انکشاف کیا جاوے۔ جو کہ ہم کو دو یا ڈیڑھ سال کے عرصہ میں درپیش آئے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہو ہی چکا ہے کہ ہمارے گاؤں میں عرصہ ۲۰ سال سے ایک اپر پرائمری سکول سی۔ ایم۔ ایس کی طرف سے جاری ہے۔ مگر وہ سکول ابھی تک اپنی ابتدائی حالت میں ہے جس نے نہ کبھی ترقی کی اور نہ کرتی ہے جسکی کافی دلیل یہ ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں ہم نے بڑی بھاری اپیل سکول کی ترقی کے واسطے مشن میں گذاری۔ مگر ہر دفعہ سوال روپیہ کی راہ میں کا سد راہ رہا۔ اور واقعی مشن کے ذمہ بھی یہ روش رہا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اب وہ پہلے سے حالات نہیں ہیں۔ اس واسطے کہ کلیسیا عالم طفولیت سے نکلکر عالم شباب تک پہنچ چکی ہے دوسرے مشن بھی کس حد تک اپنے توسیع ورک کو کم کر رہی ہے۔

۱۹۲۵ء کا سال ہمارے لئے کیا مبارک سال تھا۔ جبکہ ہمارے تعلیم یافتہ اصحاب نے علمی ضرورت محسوس کرتے ہوئے گاؤں کے زمینداروں کو فراہم کر کے بڑی سرگرمی اور وضاحت سے تعلیمی فوائد اُن کے گوش گذار کئے۔ خداوند کریم کا شکر ہے کہ دو تین دفعہ کے سمجھانے سے زمیندار عالم غفلت سے بیدار ہو گئے۔ اور چندہ کی ایک خاص رقم اکٹھی کر کے لوئر مڈل کی

اول جماعت کی بنیاد رکھ دی۔ سال کے آخر پر پاس شدہ طلباء کو جمع کر کے پھر سے بزور دستور گاؤں سے اپیل کی گئی۔ اس دفعہ لوگوں میں کچھ اس قسم کا جوش پیدا ہوا کہ اُنہوں نے تہیہ کر لیا کہ ایک ہائی سکول قائم کر کے چھوڑینگے۔ مگر جب اُن سے اخراجات کی بابت بیان کیا گیا۔ تو سب نے ملکر مدد کرنے کی بابت کہا۔ نیز یہ بھی تجویز پاس ہوئی کہ جب انگریز مشنری اپنے انگریز دوستوں سے دیانت سے چندہ وصول کر لیتے ہیں تو کیا ہمارے ولسین متمول بھائی اگر ہم ان کے سامنے اپنی مشکل پیش کریں تو کیا وہ ہماری مدد سے جو کہ صرف قومی بہتری و بہبودی کی غرض سے ہے گریز کرینگے۔ ہرگز نہیں۔

لہٰذا اُسی دن سے کام شروع کر دیا گیا۔ فرسٹ مڈل اور سیکنڈ لوئر مڈل کلاسز قائم ہوئیں۔ اٹھائیس ۲۸ طلباء درج رجسٹر ہیں۔ حاضری باقاعدہ ہے۔ دو ماسٹر صاحبان صرف فیس پر ہی گذارہ کرتے ہیں۔ فرنیچر بہت تھوڑا اور مختصر سا ہے یعنی ابھی ہم گذارہ کر رہے ہیں۔

اب ہمارے سامنے سال آئندہ کا سوال پیش ہے۔ لیکن ہم اگر اب سے ہی کوشش کرینگے تو مقصود تک پہنچینگے۔ لہٰذا چندہ کی فراہمی کے واسطے ایک کمیٹی گاؤں کے سرکردہ نمبرداروں کی مقرر کر دی گئی ہے اور گاؤں کے دیگر نمبرداروں نے متفقہ طور سے فیصلہ کر لیا ہے کہ اخراجات کی فراہمی کے لئے حتی المقدور کوشش کرینگے۔

اب آپ پر روشن ہو کہ یہ کام اکیلے دوکیلے کا نہیں بلکہ اس میں ساری قوم کو حصہ لینا فرض ہے سو ہماری خواہش ہے کہ چند دنوں تک تمام کلیسیاؤں کے پاسبانوں سے درخواست کی جاوے اور خریداران و ناظرین نور افشاں کے سامنے بھی دست سوال دراز کیا جاوے تاکہ جو کچھ بھی خدا انہیں توفیق دے ہماری مدد کریں۔ کیونکہ گو یہ ہماری مدد ہوگی۔ مگر صرف ہماری مدد ہی نہیں بلکہ خداوند کے اس حکم کی فرمانبرداری ہوگی جس میں اس نے فرمایا ہے۔ کہ "تم ایک دوسرے سے محبت کرو"۔

خدا کرے کہ تمام صاحبان ہماری مدد کرنے کو تیار ہو جائیں۔ سب سے بڑی مدد کی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے سکول کو اپنی دعاؤں میں یاد کیا جاوے۔ تاکہ خدا ہماری محنتوں کو بارور کرے آمین۔

آئی۔ یوحشم

سنہ ۱۹۲۷ء کے لئے

روشن اُردو ہندی جنتری

پہلے صفحہ پر نہایت خوبصورت تصویر دنیا کی امید کی چھپی ہے۔ ہر ایک دن کے لئے بائبل کی ہر ایک تاریخ کے ساتھ ایک آیت ہے۔ اتوار کے روز کی آیات سرخ رنگ سے طبع کی گئی ہیں قیمت برائے نام چار آنہ ہے۔ جو صاحبان یہ جنتری منگانا چاہیں وہ این۔ آئی۔ سی ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد کے سکریٹری صاحب سے طلب فرمائیں۔

برطانیہ کا قرضہ دیگر ممالک کے ذمہ

روس کے ذمہ	۷۹ کروڑ ۵ لاکھ پونڈ
پرتگال کے ذمہ	۲ کروڑ ۳۰ لاکھ پونڈ
یونان کے ذمہ	۲ کروڑ ۱۰ لاکھ پونڈ
لتھوانیا کے ذمہ	۳۴ ہزار ۸۰۰ پونڈ

سرویہ کے ذمہ معہ قرضہ قبل از جنگ ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ۔ آسٹریا سے قرضہ کی وصولی ۱۹۴۳ء تک ملتوی کی گئی۔ جسکی مقدار ایک کروڑ ۲ لاکھ پونڈ ہے۔

(اخبار عام)

کرسمس اور نوروز نمبر کے لئے عمدہ عمدہ نظم و نثر مضامین ارسال فرمایئے۔

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیا

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ بکلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ/ ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جزکشا [illegible] کرد کونول عہ سے ۸عہ تک

مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔